مولنا محمد داؤد غزنویؒ

شاہ جی میدان سیاست میں

واعظ سے سیاسی لیڈر تک

۱۹۱۹ء کے مارشل لاء کے بعد میں نے امرتسر میں پبلک جلسوں کا انتظام کیا۔ جلیانوالہ باغ میں انگریز کے ظلم و تشدد کی وجہ سے تمام پنجاب اور امرتسر میں خوف و ہراس تھا۔ میں نے اس خوف و ہراس کو ختم کرنے اور اس کی جگہ عوام میں آزادی کی تحریک کو پھر سے زندہ کرنے اور برطانیہ کی اسلام دشمنی کو بے نقاب کرنے کے لئے مسئلہ خلافت کو سامنے رکھ کر شہر کے مختلف مقامات پر جلسوں کا انتظام کیا۔

اس وقت میری عمر قریباً ۳۵ سال تھی۔ حکومت کے تشدد سے بے نیاز ہو کر جب میں نے تقریریں شروع کیں تو عوام میں ہر وقت میری گرفتاری کا چرچا تھا۔ میں نے اللہ کے نام پر اپنے مشن کو جاری رکھا۔ جو قلبی سکون مجھے اس وقت حاصل تھا میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس وقت مدرسہ نعمانیہ مسجد خیرالدین (امرتسر) میں مشکواۃ شریف پڑھ رہے تھے۔ لیکن وہ اپنے خوش بیان ہونے کی وجہ سے بطور ایک واعظ امرتسر میں مشہور تھے۔

میری ایک تقریر چوک کٹڑہ سعید میں ہو رہی تھی۔ اس کے بعد ہر دوست کا خیال تھا کہ میں گرفتار کر لیا جاؤں گا۔ اور ساتھ ہی مجھے دوستوں نے نصیحت کرنی شروع کی کہ زمانہ بڑا نازک ہے۔ آپ اس قسم کی تقریریں نہ کریں۔ دوسرے دن اسی جگہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریر کی اور کہا

"کل اسی جگہ مولوی داؤد غزنوی جو آگ لگا گیا ہے۔ میں اس پر پانی ڈالنے آیا ہوں"

شاہ جی کی اس تقریر سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہوئی۔ مجھے جب اس تقریر کا علم ہوا تو میں نے سمجھا کہ شاہ جی کو واقعات کا علم نہیں اور ان سے یہ تقریر کرائی گئی ہے۔ لہٰذا میں نے دوسرے دن شاہ جی کو اپنے مکان پر بلوایا۔ اور اخبارات کے تمام گزشتہ فائل ان کے سامنے رکھے اور ان سے عرض کیا کہ اس وقت عالم اسلام کے خلاف برطانیہ کیا سلوک کر رہا ہے۔ اور خاص کر ترکی میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ عالم اسلام کے لئے تباہی کا باعث ہے۔

یہ حالات سن کر شاہ جی نے فرمایا کہ میں نہ تو اخبارات پڑھتا ہوں اور نہ میں نے سیاست میں کبھی حصہ لیا ہے۔ اس لئے مجھے حالات کا کوئی علم نہیں۔

میں نے عرض کیا اگر آپ تمام حالات معلوم کرنے کے بعد میرے ساتھ مل کر کام کریں تو اس وقت مسلمانوں اور عالم اسلام کی بہتر خدمت ہو سکتی ہے۔ شاہ جی نے فرمایا کہ "میں تو ایک طالب علم ہوں ان حالات میں کیسے تقریر کر سکتا ہوں"

میں نے کہا آپ دو تین مہینے میرے ساتھ جلسوں میں شرکت کریں۔

شاہ جی میں جذبات کی کمی نہ تھی۔ تقریر کی قابلیت ان میں قدرت نے ودیعت کر رکھی تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں شاہ جی خلافت کے موضوع اور حالات حاضرہ کے بہترین مقرر بن گئے۔ پھر تو ان کی تقریر کا یہ عالم ہو گیا کہ نہ صرف امرتسر بلکہ پنجاب سے باہر سارے ہندوستان میں وہ اپنی ایمان پرور تقریروں سے لوگوں کے جذبہ حریت اور ایمان کو گرماتے رہے۔

یہ ان کی خاندانی شرافت یا عالی نسبی سمجھیئے کہ اس مقام پر پہنچ کر بھی وہ مجھے اپنا بڑا بھائی اور استاد تسلیم کرتے رہے۔

تحریک خلافت ۱۹۲۱ء میں جب عوام کی گرفتاریاں شروع ہوئیں اور شاہ جی بھی اپنی ایک تقریر کی بناء پر جو انہوں نے مسجد خیر الدین امرتسر میں کی تھی گرفتار کر لئے گئے۔ اس مرتبہ انہیں تین برس تک کی سزا ہوئی۔ یہ شاہ جی کی پہلی گرفتاری اور سزایابی تھی۔

اس کے تھوڑے عرصے بعد سول نافرمانی کی عام تحریک شروع ہو گئی اور ہم سب گرفتار ہو کر جیلوں میں چلے گئے۔

میانوالی جیل میں

پنجاب کے تمام کارکن میانوالی جیل میں تھے۔ وہاں شروع میں تو سخت پابندی تھی۔ ہم ایک دوسرے سے مل بھی نہ سکتے تھے۔ امرتسر کے کچھ کارکن وہاں پہنچے تو ہماری ایک طاقت بن گئی۔ شروع میں ہم گیہوں کی روٹی کھاتے تھے لیکن ہم نے یہ روٹی ترک کر دی اور مطالبہ کیا کہ ہم سب کو ایک ساتھ رکھا جائے۔ چھ دن بعد ہماری بات مان لی گئی اور ہم نے بھوک ہڑتال ترک کر دی۔ اس کے بعد ہمارا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ سیاسی اور اخلاقی قیدیوں کے لنگر الگ الگ ہوں اور اس کا تمام نظام ہمارے ہاتھ ہو۔ ہمارا یہ مطالبہ بغیر بھوک ہڑتال کے مان لیا گیا اور سیاسی قیدیوں کے لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دیا گیا۔ مجھے لنگر کا مینجر مقرر کیا گیا۔ اس بناء پر مجھے تمام جیل میں آنے جانے کی آزادی مل گئی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ پابندیاں کم ہوتی چلی گئیں اور ہم سب ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے۔

ہنگاموں کے ختم ہونے کے بعد شاہ جی نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے شاہ ولی اللہ صاحب کی حجتہ اللہ البالغہ پڑھائیے۔ میں نے شاہ جی سے عرض کی کہ جیل کی ہنگامہ خیز زندگی کی بناء پر سال بھر سے میرا ذہن بالکل تھکا ہوا ہے۔ پھر جانے یہ موقعہ کب میسر آئے۔ بہتر ہے کہ ہم آرام کریں۔ مگر ان کا اصرار شدت اختیار کرتا چلا گیا۔ آخر وہ میرے انکار پر غالب آئے۔ اور میں نے کتاب کا سبق شروع کرایا۔ مگر دو ماہ نہ گزرنے پائے تھے کہ ہماری جمعیت کو منتشر کرنے کے لئے ہمیں مختلف جیلوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ چنانچہ مجھے روہتک جیل بھیجا گیا۔

اس کے بعد میں نے شاہ جی سے کہا کہ مولانا احمد سعید مرحوم سے اپنا سبق جاری رکھیں۔ لیکن میانوالی جیل میں جہاں مولانا احمد سعید، مولانا عبدالمجید سالک، صوفی ذکاء اللہ ایسے بامذاق لوگوں کا اجتماع ہو وہاں درس

و تدریس کا سلسلہ کیسے قائم رہ سکتا ہے۔

حجاز میں انقلاب

تحریک خلافت کے قیدیوں کے رہا ہونے کے بعد حجاز میں ایک انقلاب آیا، "شریف حسین" وہاں سے بھاگ گئے اور سرزمین حجاز ابن سعود کے قبضہ میں آ گئی۔

غط غط قبیلے کے معززین جن کا حجاز میں بہت بڑا دخل تھا انقلاب کا باعث ہوئے تھے۔ قبے گرانے کا یہ الزام غط غط کے سرداروں نے انگریز کے اکسانے پر شاہ سعود کے فوجیوں پر عائد کیا۔ حالانکہ یہ حقیقت نہیں تھی۔ چنانچہ جیسے ہی قبے گرنے اور قبریں مسمار کرنے کی اطلاع پاک و ہند میں پہنچی لوگ بیقرار ہو گئے اور انہوں نے ابن سعود کے خلاف الزام لگایا کہ قبے ابن سعود کی حکومت نے گرائے تھے۔ (۱)

خلافت کمیٹی جس میں سنی اور اہل حدیث شامل تھے۔ مل کر ان حالات کا مقابلہ کیا۔ بالخصوص شاہ جی نے ان دنوں میں جس جوانمردی کے ساتھ مخالفین اور حکومت کا مقابلہ کیا۔ یہ ان کی خداداد ہمت کا ایک نمایاں کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ آج تک بڑی ہمت سے اور ایمانی قوت سے ملک کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتے چلے آئے تھے۔

★

شاہ جی کی شخصیت نہایت جاذب اور ان کا مبلغ علم، ان کی سحر بیانیاں، ان کا اخلاق واقعی قابل ستائش تھے۔

اُن کے مکتب فکر کا نعم البدل اب خارج از بحث ہے ان کی تمام زندگی مسلسل قربانیوں اور قومی جدوجہد کا پیکر تھی۔ کشمیر کے لئے بالخصوص انہوں نے جو کچھ کیا، کوئی کشمیری اُسے فراموش نہیں کر سکتا۔

قائد کشمیر **چودھری غلام عباس**

امیر شریعت نے برطانوی سامراج کے خلاف جہاد کیا اور ملک کو آزاد کرا لیا۔

خان عبدالولی خان

ان کی سیاسی بصیرت کے علاوہ ان کی دینی، ادبی اور علمی بصیرت کی مثال دنیا کے کسی انسان میں نہیں ملتی۔

مظہر علی اظہر

وہ فن خطابت کے امام تھے۔ ان کی وفات سے گل ہونے والے اس محفل کے چراغ ہمیشہ روشنی کو ترسیں گے۔

شیخ حسام الدین

۱۔ مولانا کی ذاتی رائے ہے۔ ورنہ قبے گرانے کی تحریک کو حکومت کی مکمل حمایت حاصل تھی۔